www.emarsiya.com

۷۸۶

دوسرا مرثیہ (۲)

درحال حضرت حُر علیہ السلام

(بند ۹۳)

کسی کو بھی نہ کسی سے کرے نصیب جدا — گلوں سے ایک نفس ہو نہ عندلیب جدا
نہ ہو وطن سے نہ گھر سے کوئی غریب جدا — کبھی کسی سے کسی کا نہ ہو حبیب جُدا
سوا خوشی کے نہ پہلوئے رنج و غم نکلے
مزا ہے زانوئے محبوب پر جو دم نکلے

فراقِ سرو کا قمری کبھی الم نہ سہے — کسی کا ہجر میں ایک اشک بھی کبھی نہ بہے
گلوں کے کان میں جو چاہے عندلیب کہے — وصالِ شمع سے پروانہ شب کو گرم رہے
رہِ حبیب میں یوں پائے حق تلاش اُٹھے
مرے تو کوچۂ محبوب سے نہ لاش اُٹھے

بشر کا حال محبت میں کیا نہیں ہوتا — کب آہ و نالہ سے محشر بپا نہیں ہوتا
کب اپنے دوست سے کوئی جدا نہیں ہوتا — بغیر ہجر کے حاصل مزا نہیں ہوتا
رہے وصال ہمیشہ تو کیفیت کیا ہے
فراق ہو تو محبّت کا حال کھُلتا ہے

www.emarsiya.com

شب فراق میں ہوتا ہے دل سوا بیتاب ۔ کہ جس کو دیکھ کے بسمل ہو طائر سیماب
ہے شکل دوست کی آنکھوں میں آئے کیونکر خواب ۔ کبھی ہے عاشق کامل کا اپنے دل سے خطاب
غموں کو دور خوشی کو قریب دیکھیں گے
ضرور صبح کو روئے حبیب دیکھیں گے

کبھی ہیں دل سے یہ باتیں کہ دیکھیے کیا ہو ۔ کبھی دعا ہے کوئی شکل وصل پیدا ہو
کبھی یہ سوچ مآل محبت اچھا ہو ۔ کبھی یہ فکر کہ سر جائے حشر برپا ہو
سوئے حبیب چلو کون روک سکتا ہے
کوئی بھی عاشق کامل کو روک سکتا ہے

کبھی درازی شب کی شکایتیں کرنا ۔ کبھی حبیب کا لے لے کے نام دم بھرنا
کبھی جگر پہ کبھی دل پہ ہاتھ کو دھرنا ۔ دعا خدا سے ہو زانوئے دوست پر مرنا
جگر میں ڈوب گیا ہے جو خار غم نکلے
نظر حبیب کے رخ پر ہو جب کہ دم نکلے

شب فراق بلا ہے عجب قیامت ہے ۔ تڑپ ہے کرب ہے الجھن ہے اک مصیبت ہے
علی الخصوص جسے تازہ تازہ الفت ہے ۔ فراق اس کے لیے کچھ عجیب آفت ہے
گزر گئی شب عاشور حر پہ کیا جانے
فقط حسینؑ سا محبوب با خدا جانے

ہوئی تھی جب سے ملاقات حضرت شبیرؑ ۔ کمال ہو گئی تھی دل پہ عشق کی تاثیر
ہر ایک وقت وہ رہتا تھا مضطر و دلگیر ۔ اسیر تھا وہ بہادر میان فوج کثیر
رہا اگرچہ وہ رنجور حال دل نہ کہا
کسی سے کچھ شب عاشور حال دل نہ کہا

www.emarsiya.com

کبھی تڑپتا تھا بسمل کی شکل بستر پر — گہ اُٹھ کے آتا تھا خیمہ کے صحن میں مضطر
کبھی یہ کہتا تھا سوئے فلک اُٹھا کے نظر — کہ آج اے مرے معبود کیا نہ ہوگی سحر
نجوم ایسے نہ دیکھے کسی زمانے میں
کہ جیسے ہوتے ہیں روزنِ سیاہ خانے میں

یہ حال تھا کہ نمایاں فلک پہ نور ہوا — سحر کا عالمِ ایجاد میں ظہور ہوا
بنے حسینؑ کے جانباز رنج دُور ہوا — دلوں کو نعرۂ تکبیر سے سُرور ہوا
صدائے طبل وغا رن میں دور تک پہونچی
ادھر اذاں ہوئی آواز تا فلک پہونچی

جنابِ اکبرؑ مہرو نے ختم کی جو اذاں — نماز سب نے پڑھی ہمرہِ امامِ زماں
نماز سے ہوئے فارغ تو کچھ پڑھا قرآں — ہوئے نہ ایسے جہاں میں نہ ہونگے باایماں
ہٹے نہ بڑھ کے قدم ان کے رنج و آفت میں
امامِ وقت کے پیرو رہے مُصیبت میں

سحر کا وقت سُہانا کمال سے ہے مشہور — یہاں یہ چاہیے ہو کچھ بہار کا مذکور
مگر نہیں ہے مناسب کسی طرح یہ اُمور — کہ باغِ فاطمہ زہرا میں ہے خزاں کا ظہور
ہے آج کون سی بلبل جو اشکبار نہیں
خزاں تمام زمانے میں ہے بہار نہیں

خزاں کا دور ہوا ہے جو باغ میں ہر سو — تو باغباں کی آنکھوں سے بہتے ہیں آنسو
ہزار حیف کہ دنیا کا ہے سفید لہو! — سحر سے کہتے ہیں یہ دردِ دل گلِ شبو
نہیں ہے فرق سفیدی میں اور سیاہی میں
کہ مالک دو جہاں آج ہے تباہی میں

www.emarsiya.com

چمن بھرے ہیں زمانے کے پائمال خزاں — سنو یہاں سے مگر دشتِ کربلا کا بیان
ہزاروں کوس کہیں نخل کا نہیں تھا نشاں — کہیں بھی چھاؤں نہ تھی تھا تمام ریگستاں
تمام دشت میں بادِ خزاں کا پھیرا تھا
نبیؐ کے گُل کو وہاں باغیوں نے گھیرا تھا

کیا تھا گرمیوں میں ظالموں نے پانی بند — رہِ فرات کو روکے ہوئے تھے ظلم پسند
اُدھر کو خار تھے لاکھوں اِدھر کو پھول تھے چند — تھیں العطش کی صدائیں خیامِ شہ میں بلند
زمینِ گرم پہ چھڑکاؤ جب کہ ہوتا تھا
یہ دیکھ دیکھ کے حُر زار زار روتا تھا

صفیں جما رہے تھے شمر و ابنِ سعد بہم — کھڑا ہوا تھا جدا سب سے حُرِ نیک شیم
بل ابروؤں میں پڑا تھا مزاج تھا برہم — یہ کہہ رہا تھا کہ دیکھوں ہیں کس طرح یہ ستم
یہ کوئی ظلم ہے کوئی جفا شعاری ہے
لڑے نبیؐ کے نواسے سے جو وہ ناری ہے

جو تھے درستیِ لشکر میں دونوں بانیِ شر — حُرِ جری کو یہ دیکھا کہ ہے کچھ اور نظر
قریب تر پسرِ سعد نے کہا جا کر — میں دیکھتا ہوں ترے ہیں بہت بُرے تیور
یہ نوکری کا چلن محض اختیاری ہے؟
جدا رسالہ سے ہے یہ رسالہ داری ہے؟

کہا یہ حُر نے نہ وہ دل نہ وہ نظر اب ہے — خیال ایک طرف ہے اِدھر اُدھر کب ہے
یزید سے نہ مجھے نوکری سے مطلب ہے — ولائے آلِ محمدؐ سے بڑھ کے منصب ہے
چھٹے نہ مر کے شہِ مشرقین کا دامن
سحابِ رحمتِ حق ہے حسینؑ کا دامن

www.emarsiya.com

علیؑ کے لال نے چوسی ہے مصطفےٰ کی زباں ہے تین روز سے پیاسا یہ محسنِ دو جہاں
پسر ہے ساقیِ کوثر کا حیف تشنہ دہاں حسنؑ کے بعد ہیں بیشک حسینؑ امامِ زماں
خدا شناس ہے ان کی جسے محبت ہے
رسولؐ کا ہے وہ دشمن جسے عداوت ہے

انھیں کے واسطے آیا کیا طعامِ جناں انھیں کو حق نے دیا ہے سب اہتمامِ جناں
ہیں ان کے گیسو و رخسار صبح و شامِ جناں بنا ہے نور سے شبیرؑ کے مقامِ جناں
پھرا جو ان سے وہ گویا خدا سے برہم ہے
جو ہے عدو ئے خدا لائقِ جہنم ہے

یہ بولا جبین بہ جبیں ہو کے ابنِ سعدِ شریر یہ منقبت یہ محامد یہ مدحتِ شبیرؑ
یہ سب گواہ ہیں سب نے سنی تری تقریر خبر یہ شام کے حاکم کو ہوگا بھی تحریر
ذرا نہ دیر لگے گی جواب آئے گا
تمام قوم پہ تیری عتاب آئے گا

کہا یہ حر نے کہ بیکار ہے جو بکتا ہے خود اس کو بھیج دوں میں لکھ کے ڈر مجھے کیا ہے
نہیں یزید ستمگر کی مجھ کو پروا ہے عتاب آئے گا تجھ پر کہ نوکر اس کا ہے
مجھے ذرا بھی خیالِ امیرِ شام نہیں
میں خادمِ شہِ دیں ہوں کسی سے کام نہیں

جو خادم ان کے ہیں رتبے ہیں ان سبھوں کے جلیل کسی بشر کے تو امکان میں نہیں تفصیل
کہ فخر ان کی غلامی کا کرتے ہیں جبریل انام کے ہیں کس قدر ہوا ہوں ذلیل
مگر یہ خوب یقیں ہے رحیم ہیں آقا
قصور عفو کریں گے کریم ہیں آقا

www.emarsiya.com

کریم اُن سا نہ ہوگا نہ تھا نہ ہے کوئی اب وہ سب دا ہوں اگر ایک کے ہوں سو مطلب
نہ ہے سخا و نہ ہے جود بادشاہ عرب طعام و آب عطا کرتے ہیں بغیر طلب
عدو سے پیاس میں کب آنکھ پھیر لیتے ہیں
سب اپنے پینے کا پانی پلا ہی دیتے ہیں

یزید خاک نہ دے گا تجھے ہو کم کہ زیاد گرہ میں باندھ رکھ اس بات کو ستم ایجاد
ہوا جو فاطمہؑ و مصطفٰےؐ کا گھر برباد نہ مانیو اسے ہرگز کہ پھر ہو تو آباد
غم مآل نہیں فکر مال ہے تجھ کو
عبث حکومت رَے کا خیال ہے تجھ کو

یہ مختصر ہے مری رائے دے نہ بات کو طول وہ کام کر کہ ہو خوشنود جس سے روحِ رسولؐ
یہ لوگ حکم میں تیرے ہیں سب کریں گے قبول کہاں ان بھلوں سے کہ ہوگا کثیر مالِ حصول
یزید قتل ہو فوجیں ہوں ساتھ تیغیں لیکر
معاویہ کی حکومت ہو ہاتھ میں تیرے

یہی تو وقت ہے سمجھا تمام لشکر کو وہ باتیں کر کہ ہو رغبت ہر ایک افسر کو
یہاں سے چل کے مٹا دیں یزید کے گھر کو یہ سلطنت ہو مبارک نبیؐ کے دلبر کو
امیر خوش ہوں مکدّر کوئی فقیر نہ ہو
یتیم خوش رہیں عورت کوئی اسیر نہ ہو

جو عورتوں پہ جفا ہے خلافِ جرأت ہے وہ اس کو عیب سمجھتا ہے جس کو غیرت ہے
بہم فساد ہو مردوں میں یہ شجاعت ہے مگر ہوں عورتیں بے پردہ یہ شقاوت ہے
یہ کام شرع میں کیونکر معاف ہے ظالم
کہ خاندانِ نبیؐ کے خلاف ہے ظالم

www.emarsiya.com

کسی سے ہو نہ سکے گا جو قتل حاکم شام ۔ یہ میری مُہر ہے موجود میں کرونگا یہ کام
ہے مجھکو خواہش خلعت نہ خواہش انعام ۔ رُکے گا وہ نہ کہیں جو حسینؑ کا ہے غلام
نہ کہیو مجھکو نمک خوار شہ سے حاکم کا
جو بڑھ کے پہلے اُلٹ دوں نہ تخت ظالم کا

پھر اس کے بعد تو ہے سہل قتل کر لینا ۔ تو اپنے ہاتھوں کو اس کے لہو سے بھر لینا
جو کچھ کہ لوٹ میں ہاتھ آئے مال زر لینا ۔ ہوس حکومت رے کی ہے بے خطر لینا
سخی حسینؑ ہیں مانگے گا جو وہ پائے گا
مزا تو یہ ہے کہ ایمان بھی نہ جائے گا

یہ ابن سعد لعیں نے کہا خموش اے حُر ۔ کہ تجھکو لغزش شبیرؑ کا ہے جوش اے حُر
امیر شام کے نوکر ہیں سرفروش اے حُر ۔ یہ باتیں آئی نہیں ابتک نہ تا بگوش اے حُر
یہ کیا ہوا ہے کہ تیرے بجا حواس نہیں
یزید کا ہے نمک خوار تو یہ پاس نہیں

کبھی نہ اس کو مرے سامنے بُرا کہنا ۔ کہا یہ حُر نے کہ میں سُنتا نہیں ترا کہنا
تجھے جو سب کہیں بے عقل ہے بجا کہنا ۔ عجیب فہم ہے سمجھا نہ تو مرا کہنا
مری زباں میں اثر ہے کلامِ عالی کا
نمک یہ بول رہا ہے امامِ عالی کا

یہ کہہ کے تیغ کے قبضہ پہ کی نظر حُر نے ۔ دلیر تھا نہ ذرا بھی کیا خطر حُر نے
نگاہ تند سے دیکھا سوئے عمر حُر نے ۔ فرس کو رانوں میں دابا بہ کرّ و فر حُر نے
ہوئی وہ شان کہ جو صاحب وقار کی ہو
جو ران باگ لڑائی میں شہسوار کی ہو

www.emarsiya.com

ذرا سنبھل جو گیا حر بدل گیا رہوار   جما جما کے اٹھانے لگا قدم ہر بار
کہ بیٹھ بیٹھ کے اُٹھنے لگا زمیں سے غبار   یہ تھا قریب کہ شمر و عمر ہوں اس کے شکار
اُڑے یہ گرد میں بے حال ہو گئے دونوں
صفوں میں غل ہے کہ پامال ہو گئے دونوں

کہا یہ شمر نے اے حر عبث بگڑتا ہے   کہ سیدھی بات سے بل ابرو میں پڑتا ہے
لڑے جو اپنے سے انسان اس سے لڑتا ہے   یہ کیا ہوا ہے کہ سردار سے جھگڑتا ہے
بھری ہیں دل میں یہ کب سے عناد کی باتیں
ہر ایک بات میں ہیں سو فساد کی باتیں

کہا یہ حر نے میں ڈرتا نہیں فساد جو ہو   ہے ابن سعد ستمگار اور تو بد خو
میں ایک آن میں جاتا ہوں سوئے شاہ نکو   وہ روک لے مجھے لشکر میں دعوہ ہو جس کو
میں آج صبح سے کب عازم نبرد نہیں
ہے ابن سعد بھی نامرد تو بھی مرد نہیں

کہا یہ شمر نے جائے گا کس طرح سے بتا   پڑی ہے چار طرف فوج بند ہے رستا
تو حر نے کھینچ کے تلوار میان سے یہ کہا   بھلا یہ لشکر روباہ مجھ کو روکے گا
جو سدِ راہ ہوں فوجیں یہ سب نہیں رکتا
امیرِ شام بھی آئے تو اب نہیں رکتا

یہ حال دیکھ کے پیچھے ہٹے وہ ناہنجار   عجیب تہلکہ لشکر میں ہو گیا یک بار
پکارتا تھا رسالوں کو شمرِ بدکردار   کہ دیکھتے ہو کھڑے حر نے کھینچ لی تلوار
بہت قوی ہیں نمک خوار امام اکرم کے
کہ ساری فوج ہے پنجے میں ایک ضیغم کے

www.emarsiya.com

جب اپنے خیمے میں جا کر چھپے وہ بدانجام
تو ڈر کے کھا گئی گھونگھٹ سیاہ شام تمام
کہا پکار کے حُر نے حسینؑ کا ہوں غلام
امیرِ شام کو میری طرف سے دو یہ پیام
ابھی وہیں ہوں جو حکم امام ہو جائے
نہ بے چراغ کہیں ملکِ شام ہو جائے

یہ کہہ کے باگ اٹھائی چلا حُرِ صفدر
پیادے رک گئے آگے بڑھے سوار مگر
نکل کے خیمے سے باہر پکارے شمر و عمر
نہ جانے پائے خبردار حُر اِدھر سے اُدھر
ہر اسپ سے فرسِ حُر بلند جاتا تھا
چرند پیچھے تھے آگے پرند جاتا تھا

نہ کوئی روک سکا اس کو سب کے سب ہوئے شل
سوارِ حُر کے مقابل میں تھے مگر پیدل
چمکتی جاتی تھی برق آگے پیچھے تھے بادل
پھرا جدھر فرسِ حُر اُدھر کو پھر گئی کل
سوار دیتے ہیں جانیں عناں کی لاگوں پر
اصیل تیغ ہے کستی ہے دونوں باگوں پر

سوار تھک گئے بڑھتے نہیں سمند مگر
اُڑے یہ گھوڑوں کے پرزے گرے اِدھر سے اُدھر
گرا دہ اُس پہ تو اس کی اُسے لگی ٹھوکر
پکارتا تھا جری یا حسینؑ یا حیدرؑ
زمیں سے اس کی دعا تا فلک پہونچتی تھی
اِدھر اُدھر سے برابر کمک پہونچتی تھی

وہ ہے چال حُر کے فرس کی اُٹھی ہوئی تلوار
قدم کے سامنے پایاب قلزمِ زخّار
دغا میں ڈوبتے ہیں ذبح ہوتے ہیں کفار
نہ ایک نعل کو پہونچیں جو پیچھے ہوں ہزار
یہ تیغیں وہ ہیں کہ آہن ہو موم گرمی سے
کڑی ہے راہ مگر کٹ رہی ہے نرمی سے

www.emarsiya.com

قریب حب اسد اللہ کا رہا بیٹھا   تو آئی شیر دل کے بچوں کے گونجنے کی صدا
تڑا تڑ آ کے لگا بیں ہوئے سمند ہوا   بڑھا نہ تھم کے لگا کانپنے فرس حُر کا
عرق میں شدتِ خوف و خطر ڈبوتی تھی
صدا وہ دل کے دھڑکنے کی کم نہ ہوتی تھی

ہوئے دوچار جو حُر سے حسینؑ کے انصار   حبیب ابن مظاہر نے دی صدا اک بار
بتا تو کون ہے تو روک بس وہیں رہوار   برہنہ ہاتھ میں ہے تیغ ادب نہیں زنہار
کہا یہ مجھ سے اسے کیوں نہ بڑھ کے ٹوک لیا
بگڑ گئے تھے علمدار میں نے روک لیا

مجھے ہے خوف کہ تازہ فساد ہو نہ کہیں   کہ وہ کھنچی ہوئی تلوار دیکھ سکتے نہیں
ہیں بادشاہ کی ڈیوڑھی کے اندر گھر آمیں   بغیر اذن کبھی آسکے ہیں روح امیں
سلاح رکھ کے جو سر کو قدم بنائے گا
مضائقہ نہیں یوں آ تو آنے پائے گا

یہ سن کے گھوڑے سے اُترا وہ صاحبِ غیرت   کہا یہ دل سے کہ بخشش کی اب چلی صورت
پھر اپنے ہاتھوں کو باندھا سوا ہوئی جرأت   حبیب ابن مظاہر کی حُر نے کی منت
ہے اعتبار سبھوں سے سوا فدائیوں کا
نئے غلام کو ہے آسرا فدائیوں کا

خدا کے واسطے روکو نہ مجھ کو جانے دو   شرف ملازمت شاہ دیں کا پانے دو
قصوروار کو جرم اپنے بخشوانے دو   سنا تو شفقت سے ہنس کر کہا کہ آنے دو
نہ روکو آتا ہے اپنی فقط صفائی کو
حبیب بڑھ گئے خوش ہو کے پیشوائی کو

دیا خدا نے غرض ایک آن میں یہ وقار — ہوا حبیب کے ہمراہ داخلِ دربار
گرا جو پائے امامِ زمن پہ وہ دیندار — زہے وفورِ کرم رو دیے شہِ ابرار
قصورِ حُر جو شہِ نامدار نے بخشا
صدا یہ آئی کہ پروردگار نے بخشا

اُٹھا کے پاؤں سے حُر کو گلے سے لپٹایا — کمالِ مہر و تلطف سے پھر یہ شہ نے کہا
عطا کرے تجھے توفیقِ نیک اور خدا — ہمیں نہ دوست سے شکوہ نہ دشمنوں سے گلا
خدا گواہ ہے اپنا نہیں خیال ہمیں
یہ سب کے سب ہوئے کافر یہ ہے ملال ہمیں

عدو سمجھتے نہیں مصطفیٰؐ کا نورِ عین — ہوئے ہیں تین دن اس کو کہ تشنہ لب ہے حسینؑ
یہ آ رہی ہے جو لے حُر صدائے شیون و شین — ہیں چند طفل عطش سے خیام میں بے چین
یہ پیاس ہے کہ نہ دن کو نہ شب کو سوتے ہیں
لگا کے ہونٹوں سے خالی کٹورے روتے ہیں

قرار میرے دلِ مضطرب کو ہو کیونکر — کہ اپنے بچوں کو میں دیکھتا ہوں تشنہ جگر
عطش سے لیتا ہے جھولے میں ہچکیاں اصغر — ابھی ہے کم چھ مہینے سے بھی وہ رشکِ قمر
ہے اس کے رنج میں کچھ طرفہ حال سب گھر کا
اب آج دودھ بھی ہے خشک اُس کی مادر کا

ہر ایک سمت ہے چھڑکاؤ فوجِ اعدا میں — نہاتے ہیں ستم ایجاد جا کے دریا میں
کبھی یہ ظلم سُنا بھی نہ ہوگا دنیا میں — نبیؐ کی آل ہے اک بوند کی تمنا میں
نئے طریق کی سادات پر جفا یہ ہے
پڑھی نماز تیمم سے انتہا یہ ہے

www.emarsiya.com

ضرور وعدۂ طفلی وفا کروں گا آج جو کہہ دیا ہے کچھ اس سے سوا کروں گا آج
کہ سر سے طے رہِ صبر و رضا کرونگا آج یہ وقت ذبح خدا سے دعا کروں گا آج
کہ واسطہ تجھے مظلوم کی شہادت کا
بُرائی میں بھی بھلا ہو نبیؐ کی اُمت کا

ہیں جاں نثار مرے دیکھ صورتیں ان کی عیاں ہیں لوحِ جبیں سے عبادتیں ان کی
کبھی نہ ذہن میں آئیں شجاعتیں ان کی حسینؑ سے کوئی پوچھے محبتیں ان کی
ہوئے نہ ہوں گے زمانے میں اہلِ ہوش ایسے
ملے نہ ایک نبیؐ کو بھی سرفروش ایسے

یہ ایک دو سے نہ دس پانچ سے بگڑتے ہیں اکیلے ظلم کی فوجوں پہ ٹوٹ پڑتے ہیں
یہ ٹوکتے ہیں تو شیروں کے دم اکھڑتے ہیں عجیب شوق عجب ولولوں سے لڑتے ہیں
یہ لوگ وہ ہیں جو دنیا میں اب نہ آئیں گے
کہ سب حسینؑ سے تا عصر چھوٹ جائیں گے

بڑے بڑے مری قسمت میں ہیں الم اے حُر ہے ایک دل تو بہتّر ہیں داغِ غم اے حُر
تمام فوج ہے آمادۂ ستم اے حُر یہ حال دیکھ کے جانا سوئے ارم اے حُر
نہ ایک لاش بھی یوں آئے گی یہاں بھائی
مگر لڑوں گا بہتّر لڑائیاں بھائی

بہت ہے یہ کہ اتنی بھی ہو جو غم خواری ہماری لاش کا حافظ ہے ایزدِ باری
یہ سُن کے اشک ہوئے دونوں آنکھوں سے جاری قدم پہ گر کے یہ کی حُر نے منّت و زاری
ملے غلام کو اذنِ جدال اے آقا
کہ میں نہ دیکھ سکوں گا یہ حال اے آقا

www.emarsiya.com

یہ سنکے حُر سے تامل کے ساتھ بولے شاہ — خدا کی ذات ہے کافی غریب کے ہمراہ
تجھے علیؑ کی رسالت پناہ کی ہے پناہ — جھکا سلام کو شہ بولے فی امان اللہ
خوشی سے عارضِ رنگیں مہکتے جاتے تھے
فراقِ شاہ میں آنسو ٹپکتے جاتے تھے

قدم جو نفس نے راہِ ثواب میں رکھا — تو پاؤں بڑھ کے جری نے رکاب میں رکھا
سنبھل کے تیغ کو غازی نے ڈاب میں رکھا — خدا نے نام بڑے انقلاب میں رکھا
چلا دغا کو جری زینتِ سمند ہوا
فلک سے کوکبِ اقبالِ حُر بلند ہوا

ہلی جو باگ تو بے چین ہو گیا رہوار — چلی جو ساتھ ہوا سانس رک گئی یکبار
نسیم ہو گئی پامال مثلِ گرد و غبار — یہ کہہ کے برق گری اُف رے تیری رفتار
جو صیحہ اُس نے کیا آسماں کے پار ہوا
صدائے سُم سے دلِ رعد بیقرار ہوا

صدا دلیر نے دی ہیں کہاں وہ سب آئیں — جو روکنے کو بڑھے تھے وہ لوگ اب آئیں
چھپیں نہ پیشِ غلامِ شہِ عرب آئیں — جو بحث کرتے تھے مجھ سے وہ بے ادب آئیں
مجال کیا جو کوئی حرف بد صفات کہیں
زباں دو نیم ہو منھ میں جو ایک بات کہیں

قصوروار جو تھا اس سبب سے ٹال دیا! — نہ تھی یزید کی کچھ اصل ابن سعد ہے کیا
گیا میں شاہ کی خدمت میں کوئی روک سکا — حصولِ مطلبِ دل میں ہوئی نہ دیر ذرا
ملا جو عفو کا خلعت تو نذر دے آیا
غلام اذنِ وغا شاہِ دیں سے لے آیا

www.emarsiya.com

میں کہہ چکا مجھے کہنا جو تھا لو اب آؤ — بڑھے نہ ایک نہ دو مل کے سب کے سب آؤ
قضا کو دیر سے تم سب کی ہے طلب آؤ — غضب ہوا مجھے لو آ گیا غضب آؤ
خدا کی شان وہ ڈٹ کیں کہ جو دلیر نہیں
نہ ہوں شکار یہ روباہ تو میں شیر نہیں

یہ کہہ رہا تھا جری جو بڑھی سپاہِ عدو — کچھ اور سُرخ ہوا غیظ سے وہ نیک خو
بگڑ کے حُر جری نے نگاہ کی ہر سو — وہ ہاتھ عربدہ جو تھا وہ تیغ عربدہ جو
جھکائے سر کو حسینوں کی شان سے نکلی
کہ الفراق کی آواز میان سے نکلی

چلی جو سن سے تو آواز الاماں آئی — گری تڑپ کے وہاں پر چمک یہاں آئی
ہوا یہ شور جدھر کو وہ جاں ستاں آئی — کہ لو حیات کے گلزار میں خزاں آئی
ہوائے تیز ہے یہ جس طرف کو جاتی ہے
سروں کو صورتِ برگِ خزاں گراتی ہے

نہ رک سکی وہ ہزاروں سے جس طرف کو چلی — زوال دن کو ہوا اس کے ڈر سے دیکھو ڈھلی
وہ اس سبب سے سرافراز تھی کہ نام علی — بجائے تمغہ رقم اُس پہ تھا بخطِ جلی
ہے میرا مرتبہ اعلیٰ یہ صاف کہتی تھی
دمِ جہاد لعینوں کے سر پہ رہتی تھی،

جو زیرِ تیغ ہے وہ خلق سے روانہ ہے — جری کی جنگ نہیں موت کا بہانہ ہے
عجیب طور کا مقتل میں کارخانہ ہے — جو ساری فوج کے پیچھے ہے وہ نشانہ ہے
یہ ہے وہ تیغ کہ قبضے میں ساری گیتی ہے
کہیں چھپے یہ وہیں جا کے جان لیتی ہے

وہ راہوار کا ہر سمت دوڑ کر جانا جدھر کو باگ ذرا مڑ گئی اُدھر جانا
صفوں کو روند کے جنگاہ سے گزر جانا اِدھر سوار کا گرنا اُدھر ٹھہر جانا
ہے لاجواب جری کا فرس اصالت میں
صبا ہو کیوں نہ سلیمانؑ کی حکومت میں

یہ راہوار سراپا ہے قدرتِ غفّار کہیں ہے ابر بہاری کہیں ہے بادِ بہار
غضب کی چال سے پیدا ہیں حشر کے آثار قدم کا حال یہ ہے جیسے قلزم ذخار
فدا ہے جان ہر اک نعل کے نظارے پر
کہ جیسے ڈوبتی ہیں کشتیاں کنارے پر

یہ کس طرف کو طبیعت گئی تمہید یہ کیسا عناں کمیتِ قلم کی یہیں سے جلد پھرا
نہ تجھ سے راکبِ مرکب کی ہوگی مدح ثنا لگا کے کان سُنیں سامعین حُر کی وغا
ہر ایک مرتبہ گھونگھٹ سپاہ کھاتی تھی
صدائے نعرۂ حُر آسماں پہ جاتی تھی

فرس اُٹھائے ہوئے اس جگہ پہ حُر آیا مقام رہنے کا اُس کے جو فوجِ شام میں تھا
اُسی طرح سے ہے آراستہ جو یہ دیکھا طنابیں کاٹ کے خیمہ گرا دیا سارا
یہ ہے دلیر کو لازم کہ آن بان رہے
غرض یہ تھی کہ نہ میرا یہاں نشان رہے

جو آتی جاتی تھی تیغِ حُرِ جری سن سن تو کانپ کانپ کے ہر بار یہ لگا تھا رن
ہوا نے چھپنے کو ڈھونڈھا تھا کوہ کا دامن خدا پناہ میں رکھے ہر ایک کا تھا سخن
کوئی ہو کانپتا تھا قتل گہ میں آنے سے
قضا بھی آئی تو اُس تیغ کے بہانے سے

www.emarsiya.com

جو رزم گاہ میں آتا تھا زخم کھاتا تھا — نہ حرؑ کی آنکھ میں کوئی جواں سماتا تھا
زمیں کانپتی تھی ہاتھ جب لگاتا تھا — نہ آج ایک کو چھوڑوں یہ جوش آتا تھا
قضا کے جاتے تھے ہوش و حواس آئے ہوئے
اجل پکار رہی تھی مجھے بچائے ہوئے

کسی کو دور جو دیکھا جھپٹ کے وار کیا — جو پشت پر کوئی آیا پلٹ کے وار کیا
کیا جو وار تو بڑھ کے نہ گھٹ کے وار کیا — کچھ اس طرح سے جری نے لپٹ کے وار کیا
قضا پہ تیغ پڑی یوں کہ فرق کٹ کے گرا
فرس کے سامنے وہ بے حیا الٹ کے گرا

اسی طرح سے کیے جب دلیر نے کئی وار — تو رن سے بھاگے ستمگار پھینک کے تلوار
رواں تھا سوئے یمیں کوئی کوئی سوئے یسار — پیادے ہوتے تھے پامال بھاگتے تھے سوار
بڑھا ہوا تھا بہادر ذرا نہ گھٹتا تھا
مثال شیر درندہ جری جھپٹتا تھا

رہا نہ جنگ کے میدان میں جب کوئی بے پیر — تو اک مقام پہ ٹھہرا وہ صاحب توقیر
وہ یاد آئی جو کی تھی حسینؑ نے تقریر — دھری نیام میں حرؑ نے لہو بھری شمشیر
کہا یہ دل سے کہ اے دل وغا تمام ہوئی
مقام شکر ہے پسپا سپاہ شام ہوئی

لگے تھے زخم جو تن پر بھری جو انہیں ہوا — لہو کے بہنے سے حرؑ کا عجیب حال ہوا
تھا جو ضعف و نقاہت نے آکے گھیر لیا — کسی طرف کا ابھی تک خیال تھا نہ ذرا
عرق میں فرط نقاہت سے ڈوبا جاتا تھا
کہ آنکھیں بند ہوئی جاتی تھیں غش آتا تھا

www.emarsiya.com

سپاہِ شام نے دیکھا جو دور سے یہ حال
بھرا کے گھوڑوں کی باگیں پھرے وہ بدافعال
چہار سمت سے پھر گھر گیا وہ نیک خصال
حسام کھینچ کے پھر کی زمین دشت کی لال
تمام فوج کے چن چن کے پہلوان مارے
وفورِ ضعف میں بھی سیکڑوں جوان مارے

عجیب حال میں کرتا تھا جنگ وہ صفدر
عقب میں دیر سے پنہاں تھا ایک بانیٔ شر
سرِ جری پہ لگایا لعیں نے بڑھ کے تبر
گرا زمیں پہ بہادر فرس سے تیورا کر
پکارا شاہ کو قربان یہ غلام ہوا
حضور آئیے کام اب مرا تمام ہوا

سنا حسینؑ نے جب استغاثۂ مہماں
تو اٹھ کھڑے ہوئے کرسی سے شاہ کون و مکاں
کہا یہ بھائی سے جلدی چلو سوئے میداں
کہیں نہ کاٹ لے سرِ حرؑ کا شمرِ بدایماں
یہ ڈر ہے ہتک نہ ہو جائے حرِؑ ذیشاں کی
کہ پائمال نہ ہو لاش میرے مہماں کی

نہیں ہے خوف مجھے اپنے سر کے کٹنے کا
یہ جانتا ہوں کہ پامال ہوگا جسم مرا
مگر تباہ نہ ہو امتِ رسولِ خدا
خیال ہے یہ مجھے کیا کہیں گے اہلِ وفا
مرے کریم مرے دل کو یہ ملال نہ ہو
ترے حسینؑ کا مہمان پائمال نہ ہو

یہ کہہ کے جلد چلے رن کو سیدِ ابرار
رواں رکاب میں تھے سب عزیز اور انصار
بڑھے ادھر سے جو تلواریں کھینچ کر دیندار
تو بھاگا چھوڑ کے میدان لشکرِ کفار
حرِؑ جری کے سرہانے شہِ ہدیٰ پہنچے
زہے غلام نوازی کہ جلد جا پہنچے

www.emarsiya.com

پکارے شانۂ حُر کو ہلا کے شاہِ زماں　　　یہ تجھکو غش ہے کہ ہے وقتِ رخصتِ تن و جاں
مزاج کیسا ہے کچھ حال کہہ مرے مہماں　　　مجھے اشاروں میں سمجھا اگر ہے بند زباں
ذرا تو ہوش میں آ آنکھ کھول دے بھائی
جو مانگنا ہو وہ اس وقت مانگ لے بھائی

لیا حسینؑ نے آغوش میں جو سر اُس کا　　　حبیب ابنِ مظاہر نے جب کہ یہ دیکھا
کمالِ جوش میں جھک کر یہ دی جری کو صدا　　　خوشا نصیب ترے اے دلیر ہوش میں آ
ستارہ بخت کا تیرے چمک گیا اے حُر
عجیب مرتبہ پایا ہے مرحبا اے حُر

یہ سُن کے آنکھوں کو حُر جری نے باز کیا　　　کمال خوبیٔ قسمت پہ اپنی ناز کیا
یہ عرض خدمتِ شہ میں بصد نیاز کیا　　　مجھے حضور نے اس وقت سرفراز کیا
بڑھایا مرتبہ حضرت نے اس قدر میرا
زمیں پہ ہے قدم عرش پہ ہے سر میرا

اسی طرح کا عرض دیر تک رہا مذکور　　　کمال فکر و تردد کا تھا جو رُخ سے ظہور
تو بولے چہرۂ حُر دیکھ کے شہِ جمہور　　　خیال کیا ہے یہ کس بات پر تو ہے رنجور
سبب ہے کیا رُخِ روشن جو زرد ہے اے حُر
ہے کوئی فکر کہ زخموں میں درد ہے اے حُر

یہ کہہ چکے تو یہ گویا ہوئے امامِ عرب　　　ہے اس بیان سے اک اور بھی مرا مطلب
سفر جناں کا ہے درپیش تجھکو اے حُر اب　　　نبیؐ کی خدمتِ عالی میں تو پہونچا جب
نہ کوئی بات ذرا سہو اے جواں کرنا
مرا جو حال ہے تفصیل سے بیاں کرنا

www.emarsiya.com

پھر اس کے بعد یہ کہنا کہ یا رسول اللہ   حسینؑ آپ کا ہے دشت کربلا میں تباہ
بڑا غضب یہ ہے ناموس بھی ہیں سب ہمراہ   نہیں ہے دوست کوئی لاکھوں جمع ہیں بدخواہ
کمر کو مرگ پہ باندھے ہوئے ہیں لیکن شبیرؑ
عجب نہیں ہے کہ تا عصر قتل ہوں شبیرؑ

مری طرف سے یہ کہہ دیجیو حضور حضور   کہ اب معاملۂ خنجر و گلو نہیں دور
مرے سبب سے یہ زحمت اٹھائیں آج حضور   کہ تھوڑی دیر کو آپ آئیں ہے مجھے منظور
سنبھالیں آپ مجھے خاک پر جو تڑپوں میں
حضور تھامے ہوں مجھکو یہ چاہتا ہوں میں

جو تنہا سے زیادہ ہوا اُن کو استفسار   گئے عراق کو شبیرؑ کہیو اے دیندار
کہیں جو تجھ سے کہ للہ صاف کر اظہار   جہاں ہے اب مرا بچہ وہ کون سا ہے دیار
تو کہیو خیر عجب محنت و بلا میں ہیں!
ابھی وہیں سے میں آتا ہوں کربلا میں ہیں

جو اس زمیں پہ آنے کا تجھ سے پوچھیں سبب   تو عرض کیجیو یہ ہاتھ جوڑ کر بہ ادب
ہزاروں کوفیوں نے بھیجے خط برائے طلب   قریب نہر مع اہل بیت ہو پہنچے جب
ذرا بھی پاس مسافر کیا نہ اعدا نے
لب فرات اُترنے دیا نہ اعدا نے

اگر تواضع کہیں کی کسی نے مہمانی   تو عرض کیجیو تو سب ہیں دشمن جانی
طعام بھیجے گا کیا کوئی ظلم کا بانی   ملا نہیں ہے کئی دن سے بوند بھر پانی
کئی حسینؑ کے بچے ذرا ذرا سے ہیں
وہ تین روز سے بھوکے ہیں اور پیاسے ہیں